(٨١) ایضا، ص: ١/٦٣

(٨٢) ابن رجب، شرح علل الترمذی، ص: ١/٦٣

(٨٣) المسلم، مقدمة الصحیح، باب بیان أن الإِسناد من الدین، حدیث نمبر ٣٢، ص:١٣

(٨٤) ابن عدی، مقدمة الکامل، ص: ١٦٨

(٨٥) ایضا، ص: ١٦٨

(٨٦) الرازی، تقدمة الجرح والتعدیل، ص:٢٧٠، الرازی، الجرح والتعدیل، ص: ١/٣٣

(٨٧) ابن عدی، مقدمة الکامل، ص:٢٤٢

(٨٨) الرازی، الجرح والتعدیل، ص: ٣٣١

(٨٩) ابن عدی، مقدمة الکامل، ص: ١٦٨

(٩٠) ابن حبان، الثقات ، ص: ٦/٤٠٣

(٩١) الذہبی، سیر أعلام النبلاء، ص: ٨/٤٦٤

(٩٢) الخطیب، تاریخ بغداد، ص: ٩/١٨١

(٩٣) الرازی، تقدمة الجرح والتعدیل، ص: ٤٠

(٩٤) ایضا، ص: ٤٠

(٩٥) ایضا، ص: ٤١

(٩٦) ایضا، ص: ٤٥

(٩٧) ایضا

(٩٨) السخاوی، فتح المغیث ، ص: ٣/٣١٨

(٩٩) آپ کا نام ہشام بن عبد الملک الباہلی ہے، بصرہ کے کبار حفاظِ حدیث میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ امام بخاری نے آپ سے ١٠٧ احادیث روایت کی ہیں، آپ نے ٢٢٧ھ کو وفات پائی۔ دیکھئے الذہبی، تذکرة الحفاظ، ص: ١/٣٨٧ ، الذہبی، میزان الإعتدال، ص: ٤/٣٠١ ، ابن حجر، تهذیب التهذیب، ص: ١١/٤٥، ابن حجر، تهذیب التهذیب، ص: ٢/٣١٩

(١٠٠) ابن حبان، المجروحین، ص: ١/٥٢

(۱۰۱) **الذہبی**،سیر أعلام النبلاء،**ص: ۹/۱۷۷**

(۱۰۲) **الرازی**، الجرح والتعدیل،**ص: ۲/۲۱**

(۱۰۳) **الرازی**،تقدمة الجرح والتعدیل،**ص: ۳۲۳** ، **ابن رجب**،شرح علل الترمذی،**ص: ۱/۱۷۱** ، **الذہبی**، **تذکرۃالحفاظ**،**ص: ۱/۲۹۹**

۱۰۴ ۔**الذہبی**، مقدمة المیزان،**ص: ۱/۱۰**

(۱۰۵) **الذہبی**، ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل،**ص: ۱۶۷**

(۱۰۶) **ابن رجب**،شرح علل الترمذی،**ص: ۱/۱۷۱**

(۱۰۷) **آپ کا نام محمد بن خلاد الباہلی ہے۔ آپ دسویں طبقہ کے ثقہ راوی اور بصرہ اور بغداد کے امام تھے۔ امام یحیٰ بن سعید القطان کے تلمیذ رشید تھے۔ البخاری محمد بن إسماعیل بن إبراہیم الجعفی**، التاریخ الکبیر،**دائرۃ المعارف العثمانیۃ**،**ص: ۱/۷۶** **الرازی**،الجرح والتعدیل،**ص: ۳/۲۴۶**، **ابن حجر**، تهذیب التهذیب،**ص: ۹/۵۲**،**ابن حجر**،تقریب التهذیب،**ص: ۲/۱۵۹**

(۱۰۸) **السیوطی،عبد الرحمٰن بن أبی بکر**، تحذیر الخواص من أکاذیب القصاص،**المکتب الإسلامی بیروت** ، **۱۳۹۴ھ، ص: ۱۱۵**

(۱۰۹) **ابن حجر**،تهذیب التهذیب،**ص: ۶/۲۸۰**

(۱۱۰) **الذہبی**،سیر أعلام النبلاء،**ص: ۹/۱۸۳**

(۱۱۱) **الذہبی**،میزان الاعتدال،**ص: ۴/۲۶**

(۱۱۲) **السخاوی**،الاعلان بالتوبیخ،**ص: ۱۶۸**

(۱۱۳) **ابن حجر**، هدی الساری مقدمه فتح الباری،**طبع علی نفقة الأمیر سلطان بن عبد العزیز آل سعود** ،**ص: ۴۲۴**

(۱۱۴) **ابن عدی**،**الکامل**،**ص: ۱۱۰**

(۱۱۵) **ایضا**،**ص: ۱۱۱**

(۱۱۶) **ایضا**،**ص: ۱۱۰**

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کتاب الھدایۃ (مرغینانی) کے قواعدِ فقہیہ اور عصری مسائل

حافظ عبدالباسط خان *

محمد اکرم **

چھٹی صدی ہجری کے عظیم حنفی فقیہ شیخ الاسلام، برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل الفرغانی (۱) المرغینانی (۲) جو کہ صاحب ہدایہ کے نام سے مشہور ہیں، کی کتاب ''الہدایہ'' کتب فقہ میں نہایت نمایاں مقام کی حامل ہے۔ اس کا استدلال بڑا عقلی، اس کا انداز انتہائی علمی، اس کا اسلوب انتہائی سائنٹفک ہے اور یہ ایک انتہائی جامع کتاب ہے۔ اس میں ایک لفظ بھی زائد نہیں۔ ہدایہ کے جلیل القدر مصنف اپنی بات کو اتنے سلیقے سے کہتے ہیں کہ پڑھنے والا ایک مرتبہ ان کے اسلوب سے واقف ہو جائے تو وہ بڑی آسانی سے کتاب سے استفادہ کر سکتا ہے۔ (۳) اگر کوئی شخص اچھی طرح سے اس کتاب کو سمجھ کر پڑھ لے اور اس کے دلائل اور استدلال سے گہرائی کے ساتھ واقف ہو جائے تو نہ صرف فقہاء کے اسلوب استدلال اور طرز اجتہاد پر اس کو گرفت حاصل ہو جاتی ہے بلکہ فقہ حنفی کی کنجی اس کے ہاتھ لگ جاتی ہے۔ (۴)

صاحب ہدایہ کے صاحبزادے امام عماد الدین ہدایہ کی شان میں کہتے ہیں:

کتاب الھدایۃ یھدی الھدی　　الی حافظیہ و یجلو العمی

فلازمہ واحفظہ یا ذالحجی　　فمن نالہ نال أقصی المنٰی(۵)

ہدایہ میں قواعد فقہیہ سے استدلال

ہدایہ کا بدقتِ نظر مطالعہ کرنے سے یہ چیز سامنے آتی ہے کہ امام مرغینانی نے بہت سے مقامات پر مسائل کو بیان کرتے ہوئے قرآن وسنت و آرائے فقہاء سے استدلال کے علاوہ قواعد فقہیہ (۶) سے بھی استدلال کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا منہج کیا ہے، اس بارے میں مختصر گفتگو کی جاتی ہے:

فقہاء نے قواعد فقہیہ کے ساتھ ضبط مسائل میں دو ممتاز مسالک کو اختیار کیا ہے:

(۱) مسلک التعلیل بالقواعد (۲) مسلک التاصیل

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

** پی۔ایچ۔ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

(۱) مسلک التعلیل بالقواعد

اس کا مطلب ہے کہ قواعد کو مسائل کی دلیل کے طور پر پیش کرنا اس حیثیت سے کہ کے قاعدہ فقہیہ مسئلہ کی علت کے طور پر وارد ہو رہا ہوتا ہے۔ آپ اکثر دیکھتے ہیں کہ فقہاء توضیح و ترجیح کے وقت قواعد کو فروع کے ساتھ ملاتے ہیں۔ تعلیل فقہاء کی فکر اور ان کے تجربات کا ثمر نہیں بلکہ یہ احکام شرعیہ جن کے پیچھے کتاب وسنت کی نص ہے سے پھوٹا ہے۔ پھر جب فقہائے مجتہدین نے اپنی فکر کو قرآن مجید و کلام نبوت کی روشنی کی طرف موڑا تو انہیں بہت سی علل جامعہ ملیں جن پر احکام کی بنیاد ہے، سو انہوں نے اپنے مقالات میں ان کی طرف اشارہ کیا اور پیش آمدہ مسائل کے حل میں ان میں غور وفکر کیا۔ (۷)

(۲) مسلک التاصیل

اس کا مطلب ہے: شروع میں قاعدہ بیان کر کے بعد میں اس سے متعلقہ فروع کا تذکرہ کرنا۔ جب علل قیاسیہ جامعہ مشترک ومتحد ہو گئیں اور ان کی رگیں کتب فقہیہ میں پھیل گئیں تو فقہاء ایک نئے کام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ ہے: علتوں کو مؤلفات سے نکالنا اور انہیں ابواب کے شروع میں رکھنا، پھر ان پر مسائل متفرع کرنا۔ اس عمل کو تاصیل المسائل سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ غور وفکر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مسلک پہلے مسلک ہی سے پھوٹا ہے۔ (۸)

صاحب ہدایہ کا منہج

صاحب ہدایہ بھی انہی فقہاء میں سے ہیں جنہوں نے اپنی تصانیف میں مسلک التعلیل بالقواعد کو اپنایا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں ایک سو سے کچھ اوپر قواعد فقہیہ بیان کیے ہیں اور ضوابط فقہیہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ (۹) صاحب ہدایہ کے منہج کو سمجھنے کے لیے ایک مثال ذکر کی جاتی ہے:

صاحب ہدایہ **كتاب الطهارات** میں ایک مقام پر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں علی الاطلاق چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے خواہ جس سمت سے بھی ہو۔ امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ مطلق سر کا مسح فرض ہے خواہ ایک بال کا ہو یا تین بالوں کا۔ امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ پورے سر کا مسح فرض ہے۔ اگر تھوڑا سا حصہ بھی باقی رہ جائے تو مسح نہیں ہو گا۔ ائمہ ثلاثہ کا قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دینے کے بعد مرغینانی فرماتے ہیں کہ علمائے احناف میں سے کچھ لوگوں نے تین انگلیوں کو مقدار ناصیہ کی مقدار بتلایا ہے اور دلیل یہ بیان کی ہے کہ مسح کا آلہ ہاتھ ہے اور انگلیوں ہی سے مسح کیا جاتا ہے، لہٰذا اب اگر کوئی تین انگلیوں کی مقدار مسح کر لیتا ہے تو **للأكثر حكم الكل** والے قاعدے کے تحت اس کے مسح کو شرعاً درست مان لیا جائے گا۔ (۱۰)

قواعد ہدایہ کا عصری مسائل پر اطلاق

عصر حاضر میں جو نو بہ نو مسائل زندگی کے مختلف شعبوں میں پیدا ہو چکے ہیں، ہدایہ میں بیان کردہ قواعد فقہیہ ان کے حل میں ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں اور ان قواعد کا ان مسائل پر اطلاق ہو سکتا ہے۔ راقم زیر نظر تحریر میں ہدایہ کے سات منتخب قواعد کا چند عصری مسائل پر اطلاق کرے گا۔ (۱۱)

قاعدہ:۱۔ الضرورات تبیح المحظورات (۱۲)

''ضروریات ممنوع چیزوں کو مباح کر دیتی ہیں''۔

۱۔ بینک کی ملازمت

بینک (۱۳) کی بنیاد چونکہ سودی کاروبار پر ہے، اس لیے حدیث کی رو سے اس میں کسی بھی درجے میں شرکت حرام ہے۔ تاہم اگر کسی شخص کے پاس اس کے علاوہ کوئی ایسا ذریعۂ معاش نہ ہو جس سے اس کے روز مرہ کے اخراجات پورے ہو سکتے ہوں تو وہ متبادل ذریعہ معاش میسر ہونے تک بینک کی ملازمت کر سکتا ہے۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

''ایسے شخص کے لیے جو معاشی اعتبار سے بالکل مفلوج ہو، کوئی دوسری ملازمت اور ذریعۂ معاش حاصل نہ ہو اور ملازمت ترک کر دے تو فاقہ کا اندیشہ ہو ایسے ملازمین بینک کو چاہیے کہ وہ موجودہ ملازمت پر قانع ہونے کی بجائے مستقل متلاشی اور کوشاں رہیں کہ کوئی دوسرا بہتر اور پاک ذریعہ معاش حاصل ہو جائے۔ موجودہ ملازمت سے دل میں کراہت محسوس کریں اور جب تک متبادل نظام نہ ہو جائے ایک مجبوری کے بطور اسے کرتے رہیں، اس لیے کہ اگر وہ یہ ملازمت بہ یک قلم ترک کر دیں اور کوئی دوسری صورت سامنے نہ ہو تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ فقر و افلاس ان کو کسی اور گناہ میں مبتلا کر دے''۔ (۱۴)

۲۔ پوسٹ مارٹم

انسانی جسم کی چیر پھاڑ نا جائز ہے لیکن علاج یا دیگر ضرورتوں کے تحت اس کی اجازت ہے۔ طب جدید میں موت کی وجوہ اور اس طرح کے دیگر معاملات کی تفتیش کے لیے مردے کے جسم کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے۔ ضرورت کے اصول کے تحت یہ درست ہوگا۔ علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''میڈیکل کالج کے طلبہ اگر زمانۂ تعلیم میں سرجری کی مشق نہ کریں تو وہ مستقبل میں سرجری کے ذریعے علاج نہیں کر سکتے اور بغیر آپریشن کے جن لوگوں کا علاج نہیں ہو سکتا ان کی زندگی یقینی خطرہ

میں ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے: الضرورات تبیح المحظورات ضرورت کی بنا پر امر ممنوع کا کرنا جائز ہو جاتا ہے، تو کیا اس عام ضرورت کی بناء پر پوسٹ مارٹم کرنے کی بالعموم اجازت دی جا سکتی ہے؟ اس سلسلہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ سرجری کی مشق کے لیے جانوروں اور غیر مسلم اموات کو حاصل کرنا چاہیے اور مسلم اموات پر سرجری کی مشق کرنا جائز نہیں ہے اور غیر مسلم اموات کا حصول اس قدر دشوار نہیں ہوتا جس کی بناء پر مسلمان میت کی چیر پھاڑ کر کے اس کی بے حرمتی کی جائے''۔(۱۵)

۳۔ٹیکس اور سود میں سود کی ادائیگی

اگر کسی کے پاس سود کی رقم کسی طرح سے آ جائے تو اس کے لیے اس کو اپنی ملک سے نکال دینا لازم واجب ہے، خود اپنی ذات پر خرچ نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر اس پر کسی ایسے ٹیکس کی ادائیگی واجب ہو جو حکومت نے ناجائز طور پر عائد کیا ہے یا اس نے مجبوراً سود پر قرض لیا ہو تو وہ سود کی مد میں حاصل ہونے والی رقم کو ٹیکس اور سود کی ادائیگی میں استعمال کر سکتا ہے۔

قاعدہ:۲۔الأصل فی الأشیاء الاباحة(۱۶)

''اشیاء میں اصل اباحت ہے''۔

۴۔اعضاء کی پیوند کاری

علماء کے ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ ایک انسان اپنا کوئی عضو اپنی زندگی میں یا موت کے بعد کسی دوسرے شخص کو نہیں دے سکتا، کیونکہ اس کا جسم درحقیقت اللہ کی ملکیت ہے، اس لیے اسے اپنے جسم پر اس طرح کا تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ علماء کے دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ اعضاء کی منتقلی سے انسانوں کا فائدہ متعلق ہے کیونکہ اس طریقے سے کئی مریض مرض سے نجات پا لیتے ہیں اور بعض صورتوں میں ان کی زندگی بھی بچائی جا سکتی ہے، اس لیے یہ طریقہ درست ہے۔ راقم کے نزدیک یہ دوسری رائے درست ہے۔

۵۔ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا حکم

بسا اوقات عورت کی یوٹرس (Utrus) کی ٹیوب بند ہوتی ہے یا رحم کی ٹیوبز تنگ ہوتی ہیں یا اندر کوئی ایسی خرابی ہو جاتی ہے کہ میاں بیوی کے قدرتی ملاپ کے نتیجے میں وہ سپرمز (Sperms) اندر نہیں جا سکتے اور استقرار حمل نہیں ہو سکتا تو ایسی صورتوں میں ڈاکٹر شوہر کا سپرم اور بیوی کا اووم لے لیتے ہیں اور ایک ٹیوب میں ان کا ملاپ کرا دیتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ استقرار حمل کا مرحلہ ماں کے پیٹ میں ہونے کی جائے لیبارٹری میں انجام پاتا ہے۔

جب ٹیوب میں یہ عمل مکمل ہو جاتا ہے تو اسے احتیاط سے ماں کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔حمل کے اگلے مراحل بچہ ماں کے پیٹ میں ہی طے کرتا ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا یہ طریقہ جو پاکستان سمیت اکثر مسلمان ملکوں میں رائج ہے، جس میں نسب کا خیال رکھا جاتا ہے اور کوئی حرام عمل نہیں ہوتا، سپرم اور اووم ایک ہی میاں بیوی کے ہوتے ہیں، کسی غیر مرد یا عورت کے خلیے استعمال نہیں ہوتے تو اس صورت میں کوئی امر مانع نہیں۔ چنانچہ یہ شرعی حوالے سے جائز ہے۔(۱۷)

۶۔ چٹ فنڈ یا کمیٹی

ہمارے ہاں عام لوگوں نے سہولت کی غرض سے کمیٹی کے نام سے قرض کا ایک طریقہ رائج کیا ہے جس میں تمام شرکاء ہر ماہ رقم کی ایک متعین مقدار ادا کرتے ہیں اور جمع شدہ رقم باری کے مطابق کسی ایک رکن کو دے دی جاتی ہے۔اس طرح تمام شرکاء اپنی اپنی باری پر اپنی رقم پوری کی پوری اکٹھی وصول کر لیتے ہیں۔بعض اہل علم نے اگرچہ اس کو غلط قرار دیا ہے لیکن راقم کے نزدیک اس طریقے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

قاعدہ:۳۔یختار أهون الشرين (۱۸)

''دو برائیوں میں سے کم درجے کی برائی کو اختیار کیا جائے گا''۔

۷۔ جڑواں بہنوں کا نکاح

اگر دو خواتین اس طرح پیدا ہوئی ہوں کہ ان کے اعضاء ایک دوسرے کے ساتھ ناقابل انفصال طریقے پر جڑے ہوئے ہوں تو ان کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ عقلاً اس میں تین احتمال ہیں: یا تو وہ دونوں مجرد رہیں، یا دونوں کا نکاح دو الگ الگ مردوں سے کر دیا جائے، یا دونوں کو ایک ہی مرد کے نکاح میں دے دیا جائے۔ان میں سے تیسری صورت میں پہلی دو صورتوں کی بہ نسبت کم قباحت اور ضرر پایا جاتا ہے، اس لیے اسی کو اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے۔

۸۔مسجد کی حیثیت کا خاتمہ

فقہاء کے نزدیک جب ایک دفعہ کسی جگہ پر مسجد بنادی جائے تو وہ قیامت تک کے لیے مسجد ہی رہے گی۔اس جگہ کو کسی اور استعمال میں لانا ناجائز ہے۔تاہم اگر کسی غیر مسلم ملک میں کوئی مسجد نقل آبادی کی وجہ سے ویران ہو جائے اور اندیشہ ہو کہ کفار مسجد کی بے حرمتی کریں گے تو ایسی مسجد کو بیچ دینا یا اس کی ہیئت کو تبدیل کر کے مسجد کی علامات کو ختم کر دینا درست ہوگا۔

قاعدہ:۴۔الثابت عادة کالمتیقن به(۱۹)

''عرفاً ثابت چیز یقینی طور پر ثابت چیز کی طرح ہے''۔

۹۔حق تالیف،حق طباعت اورحق ایجاد کی خرید وفروخت

حق تالیف،حق طباعت اورحق ایجاد کی طباعت کی خرید وفروخت آئینی طور پر بھی درست قرار دی گئی ہے اور پوری دنیا میں اس نے ایک عرف عام کی حیثیت بھی اختیار کرلی ہے۔(۲۰)

سوان سے اجازت لینے یا ان سے معاہدہ کیے بغیر کوئی دوسرا شخص یا ادارہ اس کتاب کو شائع نہیں کرسکتا۔اس طرح کسی ایجاد کے موجد کی اجازت کے بغیر اس کی تیاری اورفروخت نہیں کی جاسکتی۔

۱۰۔ای میل کے ذریعے نکاح وطلاق

عرف کے قاعدے کی ایک فرع یہ ہے کہ **الکتاب کالخطاب**(۲۱) یعنی خط زبانی کلام کی طرح ہے۔استاذ مصطفیٰ احمد الزرقاء اپنی کتاب **المدخل الفقهي العام** میں **نظریة العقود** کے ضمن میں لکھتے ہیں:

و یشترط فی الکتابة لکی أن تکون مستبینة مرسومة(۲۲)

''خط کو خطاب کی جگہ معتبر کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ مستبین اور مرسوم ہو''۔

پھر وہ وضاحت کرتے ہیں کہ مستبین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی ایسی چیز پر لکھا ہوا ہو جو نظر بھی آئے اور اس پر ثابت بھی ہو سکے۔چنانچہ ہوا میں اور پانی کی سطح پر لکھائی معتبر نہیں۔مرسوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس طریقے پر لکھا ہوا ہو جو اپنے دور کے لوگوں کے درمیان رائج ہو۔مثلاً یہ کہ اس کے شروع میں مرسل اور مرسل الیہ کا نام لکھا ہوا ہو، یا یہ کہ اس پر مرسل کی مہر ہو۔اس سے ہمارے دور میں ای میل کے ذریعے نکاح وطلاق کے احکام بھی ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ اس میں مستبین اور مرسوم ہونے کی شرائط موجود ہیں اور لوگوں کا عرف اس کے مطابق چلتا ہے۔پھر خط کے ذریعے ایجاب اور قبول کے بارے میں فقہاء کی رائے یہ ہے کہ ان کا حکم عبارت کے لکھنے سے شروع نہیں ہوتا بلکہ خط کے مرسل الیہ تک پہنچنے اور اس کے پڑھ لینے کے بعد شروع ہوگا۔چنانچہ اس وقت موجب موجب ہوگا اور قابل قابل۔(۲۳)

مگر یہ معاملہ صرف باہمی معاہدات کے بارے میں ہوگا۔رہے وہ امور جن میں جانب مخالف کو علم ہونا اور ان کی رضا مندی حاصل کرنا ضروری نہیں ہوتا جیسے طلاق اور عتاق وغیرہ، تو ان کے بارے میں بات یہ ہے کہ جب اسے شرائط کے مطابق لکھا گیا ہو تو اس کا حکم لکھنے کے ساتھ ہی واقع ہو جائے گا۔مثلاً ایک شخص اپنی بیوی کو خط میں یہ لکھ دے کہ تجھے طلاق ہے تو اس پر لکھنے کے فوراً بعد طلاق واقع ہو جائے گی۔البتہ اگر اس نے خط میں یہ وضاحت بھی لکھ دی ہو کہ جب میرا خط تجھے مل جائے تو تجھے طلاق ہو تو اس صورت میں طلاق تب ہی واقع ہوگی جب وہ خط بیوی کو مل جائے۔(۲۴)

قاعدہ: ۵۔الحدود تندرئ بالشبهات (۲۵)

''شبہات سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں''۔

۱۱۔میڈیکل رپورٹ کی بنا پر زنا کا ثبوت

اگر ایک اجنبی مرد اور عورت ایک کمرے سے پکڑے جائیں اور ان کے کپڑے منی آلود ہوں اور پکڑے جاتے وقت ان کے چہروں پر گھبراہٹ اور خجالت کے آثار ہوں اور میڈیکل ٹیسٹ کے ذریعہ یہ ثابت ہو جائے کہ یہ منی انہی دونوں کی ہے تو کیا اس واقعاتی شہادت سے ان پر حد لازم ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ ثبوت زنا پر قوی قرینہ موجود ہے لیکن ان پر حد جاری نہیں کی جائے گی بلکہ ان کو تعزیری سزا دی جائے گی۔(۲۶)

قاعدہ: ۶۔المطلق یجری علی اطلاقه(۲۷)

''مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے''۔

۱۲۔مطلق گاڑی خریدنے کا مسئلہ

اگر کسی نے دوسرے آدمی سے کہا: میرے لیے گھوڑا یا گاڑی خریدو، اور اس کی نوع یا رنگ بیان نہیں کیا اور نہ ہی اسے کسی صفت کے ساتھ مقید کیا ہے اور گھوڑوں اور گاڑیوں کی خرید وفروخت کے حوالے سے وہاں کوئی مخصوص عرف و عادت بھی نہیں تو اب وکیل جونسا گھوڑا بھی خرید لے یا جونسی گاڑی بھی خرید لے وہ موکل پر لازم ہو جائے گی اور اسے اس کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا، کیونکہ اس نے اپنے کلام کو مطلق رکھا ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی قید نہیں لگائی۔(۲۸)

قاعدہ: ۷۔اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام(۲۹)

''جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو ترجیح دی جائے گی''۔(۳۰)

۱۳۔پی۔ایل۔ایس اکاؤنٹ کا مسئلہ

بینک میں PLS اکاؤنٹ کے سسٹم میں اکاؤنٹ ہولڈر کی رقم اگر مضاربہ ومشارکہ کی بنیاد پر چلنے والے کاروبار میں لگائی جاتی ہے تو پھر اس سے حاصل ہونے والا منافع اکاؤنٹ ہولڈر کے لیے جائز ہوگا اور اگر اس رقم کا کچھ رقم تو جائز کاروبار میں اور کچھ سود اور دیگر ناجائز کاروبار میں صرف کیا جائے تو اس سے حاصل ہونے والا منافع ناجائز متصور ہوگا۔(۳۱) درج ذیل حدیث طیبہ بھی اس معنی کو بیان کرتی ہے:

الحلال بین والحرام بین و بینهما مشتبهات لا یعلمها کثیر من الناس، فمن اتقی الشبهات اسبرأ دینه و عرضه و من وقع فی الشبهات وقع فی الحرام (۳۲)

’’حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، سو جو ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور اپنی عزت بچالی اور جو ان میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا‘‘۔

حاصل بحث

۱۔ امام مرغینانی نے اپنی کتاب ہدایہ میں مختلف مقامات جو قواعد بیان کیے ہیں، عصر حاضر میں پیش آمدہ مسائل کے حل میں وہ ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں اور ان قواعد کا ان مسائل پر اطلاق ہو سکتا ہے۔

۲۔ فقہاء نے قواعد فقہیہ کے ساتھ ضبط مسائل میں دو مسالک کو اختیار کیا ہے:

(۱) مسلک التعلیل بالقواعد (۲) مسلک التاصیل

مسلک التعلیل بالقواعد کا مطلب ہے کہ قواعد کو مسائل کی دلیل کے طور پر پیش کرنا اس حیثیت سے کہ قاعدہ فقہیہ مسئلہ کی علت کے طور پر وارد ہو رہا ہوتا ہے۔ مسلک التعلیل کا مطلب ہے: شروع میں قاعدہ بیان کر کے بعد میں اس سے متعلقہ فروع کا تذکرہ کرنا۔ صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب میں مسلک التعلیل بالقواعد کو اپنایا ہے۔

۳۔ بینک کی بنیاد چونکہ سودی کاروبار پر ہے اس لیے قرآن و حدیث کی رو سے اس میں کسی درجے کی بھی شرکت جائز نہیں۔ سو بینک کی ملازمت جائز نہیں ہو گی۔ تاہم اگر کسی کے پاس کوئی اور ذریعۂ معاش نہیں تو الضرورات تبیح المحظورات کے تحت اس کے لیے متبادل حلال ذریعۂ معاش میسر آنے تک بینک کی ملازمت جائز ہو گی۔ یہ اس کے لیے ایک مجبوری کی صورت ہو گی۔

۴۔ انسانی جسم کی چیر پھاڑ نا جائز ہے لیکن علاج یا دیگر ضرورتوں کے تحت اس کی اجازت ہے۔ طب جدید میں موت کی وجوہ وغیرہ جاننے کے لیے پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے۔ ضرورت کے اصول کے تحت یہ جائز ہو گا۔

۵۔ اگر کسی کے پاس کسی ذریعے سے سودی رقم آ جائے تو وہ اسے اپنی ذات پر خرچ نہیں کر سکتا۔ اگر حکومت اس پر کوئی ناروا ٹیکس لگا دے تو وہ سود والی رقم ٹیکس کی ادائیگی میں استعمال کر سکتا ہے۔

۶۔ اعضاء کی پیوند کاری کے حوالے سے علماء کی مختلف آراء ہیں۔ راقم کے خیال میں اعضاء کی منتقلی سے انسانوں کا فائدہ متعلق ہے، کیونکہ اس طریقہ سے کئی مریض مرض سے نجات پا لیتے ہیں اور بعض صورتوں میں ان کی زندگی بھی بچائی جا سکتی ہے، اس لیے یہ طریقہ درست ہے۔

۷۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا وہ طریقہ جس میں نسب کا خیال رکھا جاتا ہے اور کوئی حرام عمل نہیں ہوتا، سپرم اور اووم ایک ہی میاں بیوی کے ہوتے ہیں، کسی غیر مرد یا عورت کے خلیے استعمال نہیں کیے جاتے، وہ طریقہ شرعی حوالے سے

جائز ہے۔

۸۔ ہمارے معاشرے میں عام لوگوں نے سہولت کی غرض سے کمیٹی کے نام سے قرض کا جو طریقہ رائج کیا ہوا ہے جس میں تمام شرکاء ہر ماہ رقم کی ایک متعین مقدار ادا کرتے ہیں اور جمع شدہ رقم باری کے مطابق کسی ایک رکن کو دے دی جاتی ہے، اس طرح تمام شرکاء اپنی اپنی باری پر اپنی رقم پوری کی پوری اکٹھی وصول کر لیتے ہیں، شرعاً یہ جائز ہے۔

۹۔ اگر دو عورتیں اس طرح پیدا ہوئی ہوں کہ ان کے اعضاء ایک دوسرے کے ساتھ ناقابل انفصال طریقے پر جڑے ہوئے ہوں تو ان کے نکاح میں زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ دونوں کو ایک ہی مرد کے نکاح میں دے دیا جائے۔

۱۰۔ آج کل کے عرف میں کسی کتاب کے مصنف یا ناشر کا یہ حق تسلیم کیا گیا ہے کہ ان سے اجازت لیے یا ان سے معاہدہ کیے بغیر کوئی دوسرا شخص یا ادارہ اس کتاب کو شائع نہیں کرسکتا۔

۱۱۔ عرف کے قاعدے کی فرع **الكتاب كالخطاب** کے تحت ای میل کے ذریعے نکاح وطلاق درست ہیں۔

۱۲۔ میڈیکل رپورٹ اگرچہ زنا پر قوی قرینہ ہے لیکن حد جاری نہیں ہوگی کیونکہ شبہات سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں، البتہ تعزیری سزا دی جائے گی۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) یہ فرغانہ کی طرف نسبت ہے جو کہ ماوراء النہر کا ایک بہت بڑا شہر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

(i) الحموی، یاقوت بن عبداللہ: **معجم البلدان**، دار الفکر، بیروت، د ت، ۴/۲۵۳

(ii) السمعانی، ابو سعید عبدالکریم بن محمد: **الأنساب**، تحقیق: عبداللہ بن عمر البارودی، دار الفکر، بیروت، طبع ۱، ۱۹۹۸ء، ۴/۳۶۷

(۲) یہ مرغینان کی طرف نسبت ہے۔ یہ ماوراء النہر کا ایک شہر ہے۔ اب اسے مرغیلان کہا جاتا ہے۔ دیکھیے:

(i) معجم البلدان ۵/ ۱۰۸ (ii) الانساب ۴/ ۳۶۷

(iii) بشیر فرانسیس وکورکیس عواد، **بلدان الخلافة الشرقية**، مؤسسة الرسالہ، بیروت، طبع ۲، ۱۴۰۵ھ، ص ۵۲۲

(۳) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر: محاضرات فقہ، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، س ن، ص ۴۸۸۔۴۸۹

(۴) حوالہ محولہ بالا، ہدایہ اور صاحب ہدایہ کے بارے میں تفصیل سے جاننے کے لیے دیکھیے:

(i) لکھنوی، عبدالحی، مولانا: **مقدمة الهدايه**، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، طبع ۱، ۱۴۱۷ھ

(ii) کحالہ، عمر رضا: **معجم المؤلفين**، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، دت، ۷/ ۴۵

(iii) الزرکلی، خیر الدین: **الاعلام**، بیروت، طبع ۳، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء، ۵/ ۷۳

(iv) وجدی، محمد فرید: **دائرة معارف القرن العشرين**، دارالمعرفہ، بیروت، طبع ۳، دت، ۸/ ۵۹ ۷

(v) القرشی، ابومحمد عبدالقادر: **الجواهر المضية فى طبقات الحنفية**، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن، ہند، طبع ۱، دت، ص ۳۸۵

(vi) حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ: **كشف الظنون عن أسامى الكتب والفنون**، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، دت، ۱/ ۱۸۳۰

(vii) طاش کبریٰ زادہ: مفتاح السعادة، **مطبعة دائرة المعارف النعمانيه**، حیدر آباد دکن، ہند، طبع ۱، دت، ۲/ ۱۲۶

(viii) بغدادی، اسماعیل پاشا: **هدية العارفين**، مکتبۃ الاسلامیہ والجعفری، طہران، طبع ۳، ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء، ۱/ ۲۰۷

(ix) لکھنوی، عبدالحی، مولانا: **الفوائد البهية فى تراجم الحنفية**، مصر، ۱۳۲۴ھ، ص ۱۴۱

(x) قاسم بن قطلو بغا، ابوالفداء زین الدین: **تاج التراجم**، تحقیق: محمد خیر رمضان یوسف، دارالقلم، دمشق، سوریا، طبع ۱، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء، ص ۲۰۶

(۵) **مفتاح السعادة ۲/ ۱۲۷**

(۶) قواعد فقہیہ کے بارے میں تفصیلات جاننے کے لیے دیکھیے:

(i) البورنو، محمد صدقی بن احمد، ڈاکٹر: **موسوعة القواعد الفقهية**، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، طبع ۱، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، ۱۲ مجلدات

(ii) الزحیلی، محمد مصطفیٰ، ڈاکٹر: **القواعد الفقهية و تطبيقاتها فى المذاهب الأربعة**، دارالفکر، دمشق، شام، طبع ۲، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء، ۲ مجلدات

(iii) الدعاس، عزت عبید: **القواعد الفقهية**، منشورات مکتبۃ الغزالی، حماۃ، سوریہ، طبع ۲، دت

(iv) الدمشقی، یوسف بن عبدالہادی: **القواعد الكلية الفقهية**، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، طبع ۱، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء

(v) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر: **قواعد کلیہ اور ان کا آغاز وارتقاء**، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، طبع ۱، ۱۹۹۲ء

(۷) ندوی، علی احمد: القواعد والضوابط المستخلصة من التحرير، **مطبعہ المدنی**، القاہرہ، مصر، طبع ۱، ۱۴۱۱ھ/